207
Alhaj Mohamed Ismail Zartarpar
House No. 20-4-534,
Mohalla Khilwat, Hyderabad.

حق کا داعی جامعہ محمدؐ

صوت الحق

پندرہ روزہ

منصورہ
مالیگاؤں، ناسک
(مہاراشٹر)

مجلس ادارت
مختار احمد ندوی
شمس پیرزادہ

تمہارا وجود ایک اجالا ہے

زمانہ کی تبدیلیوں کے ساتھ چلو یہ نہ کہو کہ ہم اس تغیر کیلئے تیار نہ تھے بلکہ اب تیار ہو جاؤ۔ ستارے ٹوٹ گئے لیکن سورج تو چمک رہا ہے اس سے کرنیں مانگ لو اور اندھیری راہوں میں بچھا دو جہاں اجالے کی سخت ضرورت ہے۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم حاکمانہ اقتدار کے مدرسے سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرو جو غیر ملکی حاکموں کے عہد میں تمہارا مشغلہ رہا میں کہتا ہوں جو نقش و نگار اس ہندوستان میں ماضی کی یاد کے طور پر تمہیں نظر آرہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ لایا تھا انہیں بھلاؤ نہیں، انہیں چھوڑو نہیں ان کے وارث بن کر رہو اور سمجھ لو کہ تم بھاگنے کیلئے تیار نہیں تو پھر کوئی طاقت تمہیں بھگا نہیں سکتی آج زلزلوں سے ڈرتے ہو کبھی تم خود زلزلہ تھے آج اندھیرے سے کانپتے ہو۔ کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود خود ایک اجالا تھا، یہ بادلوں کے پانی کی سیل کیا ہے کہ تم نے بھیگ جانے کے ڈر سے اپنے پائنچے چڑھا لئے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے۔ پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا۔ بجلیاں کڑکیں تو ان پر مسکرا دیئے۔ بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا۔ صرصر اٹھی تو رخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے کہہ دیا کہ تمہارا یہ راستہ نہیں۔ یہ ایمان کی جان کنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے ہی گریبانوں کے تار بیچ رہے ہیں اور خدا سے اس درجہ غافل ہو گئے ہیں جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہ تھا۔

(مولانا ابوالکلام آزاد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوۃ القرآن

شمس پیرزادہ

سورۃ الفاتحہ

اللہ رحمٰن و الرحیم کے نام سے ① حمد اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے ② رحمٰن و رحیم ہے۔ ③ روز جزا کا مالک ④ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ⑤ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت بخش

تشریح

یہ سورۃ نبوت کے ابتدائی زمانہ میں مکہ میں نازل ہوئی اس کی سات آیتیں ہیں۔ اس سورہ کی حیثیت دیباچۂ قرآن کی ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ فاتحہ یعنی افتتاحی سورہ ہے۔ اس کا اعجاز ہے کہ نہایت مختصر ہونے کے باوجود اس میں پورے قرآن کا لب و لباب موجود ہے۔ اسی لئے اس کو ام القرآن کہا گیا ہے۔ قرآن کی دعوت کے بنیادی نکات توحید، آخرت اور رسالت کو نہایت خوبی کے ساتھ اس میں سمو دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت، ربوبیت اور الوہیت کی صفات بیان ہوئی ہیں، جو توحید پر دلالت کرتی ہیں۔ روز جزا کا مالک ہونا آخرت پر دلالت کرتا ہے۔ اور انعام یافتہ لوگوں کا راستہ سلسلۂ رسالت پر دلالت کرتا ہے۔

اس سورہ کے معانی پر غور کرنے سے حقائق و معارف کے بے شمار پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

یہ سورہ دعائیہ پیرایہ میں ہے اور دعا بھی ایسی جو ایک سلیم الفطرت انسان کے ضمیر کی آواز اور اس کے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ترانۂ حمد ہے۔ گویا اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو تعلیم دی ہے کہ وہ ان الفاظ میں اس کے حضور دعا کرے۔ کلام اللہ کا ہے، نہایت لطیف ہے لیکن جو آیات اوقات سے اشارہ ہوتی ہیں وہ یہ اقرار کر لیجئے ان آیات اللہ کا کلام ہے تو [illegible] اللہ کے نام سے کہنے کا کیا مطلب؟ حالانکہ بیان بلاغت کا یہ نہایت دلکش پہلو ہے اور مقصود کلام یہ ہے کہ خالق کائنات اپنے بندوں کو تعلیم دے رہا ہے کہ وہ اس کی حمد و ثنا ان الفاظ کے ساتھ ادا [illegible]

الفاظ میں کریں۔ اور ان کلمات کے ساتھ اس کے حضور دعا گو ہوں اس طرح بندوں کو نہ صرف بندگی کی تعلیم دی گئی بلکہ آداب بندگی بھی سکھائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے یہود و نصاریٰ کو اسلام کی شاہراہ دکھائی تھی تاکہ وہ خود اس پر چلیں اور دنیا والوں کو اس پر چلنے کی دعوت دیں۔ لیکن انہوں نے کجروی اختیار کر کے اپنے اوپر راہ حق گم کر دی اور دنیا والوں کو بھی تاریکی میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیا۔ یہ دعا اس تاریکی سے نکلنے کی دعا ہے۔ چنانچہ اسکی برکت سے دنیا کو قرآن کی روشنی ملی۔

بندہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے جواب میں پورا قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ لو یہی ہے وہ راہ ہدایت تیرے سامنے روشن ہے اب اللہ کا نام لے اور اس راہ پر گامزن ہو جا۔

سورۂ فاتحہ اور نماز

نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا لازمی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے مناجات ہے، اور اللہ تعالیٰ بندے کی طرف متوجہ ہو کر ہر آیت کا جواب عنایت فرماتا ہے۔ حدیث قدسی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ اور میرے بندے کیلئے وہ کچھ ہے جو وہ طلب کرے۔ چنانچہ بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی۔ جب بندہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کیلئے وہ کچھ ہے جو وہ طلب کرے۔ اور جب بندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے وہ کچھ ہے جو مجھ سے طلب کرے

(مسلم، نسائی)

سلہ یہ قرآن کی افتتاحی آیت ہے علاوہ ہر سورہ کا آغاز بجز سورۂ توبہ کی اسی آیت سے ہوا ہے گویا اس کی حیثیت تمہید کی سی ہے۔ یہ مختصر جامع معنی خیز اور نہایت ہی بابرکت کلمات ہیں۔ جس میں خدا کے مبارک نام اور اس کی صفت رحمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان ابتدائی کلمات ہی پر غور کرنے سے معرفت الٰہی اور اس کی صحیح پہچان کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اور انسان کے اندر اس ہستی کی یہ پہچان کا پیدا ہو جانا اس کی رحمت کا فیضان ہے۔

کسی بھی اچھے کام کو شروع کرنے کیلئے ان سے زیادہ موزوں اور بابرکت کلمات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر اچھے کام کا آغاز حتیٰ کہ لکھنے پڑھنے کی ابتدا بھی ان کلمات (بسم اللہ) سے کرنا اسلامی تہذیب کا شعار ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز اقراء باسم ربک الذی خلق (پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) سے ہوا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آیت بسم اللہ نازل کر کے بندہ کی رہنمائی فرمائی کہ وہ اس حکم کی تعمیل ان الفاظ میں کرے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تورات میں یہ پیشین گوئی موجود ہے کہ آپ اللہ کا کلام اللہ کا نام لیکر پیش کریں۔ چنانچہ تورات کی کتاب استثناء میں ہے۔

"میں ان کیلئے ان کے بھائیوں میں سے تیری (موسیٰ) مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔

(استثناء ۱۸: ۱۸، ۱۹)

یہ آیت دعا کی حیثیت رکھتی ہے گویا بندہ کتاب الٰہی کا آغاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ میری توفیق پر منحصر ہے اور ہدایت کی راہ مجھ پر اسی صورت میں روشن ہو سکتی ہے۔ اور حقائق و معارف کے اس اتھاہ سمندر میں غوطہ زنی کی توفیق میں اسی صورت میں پا سکتا ہوں جبکہ تیری رحمت شامل حال ہو۔

"بسم اللہ" کی "ب" قرآن کا پہلا حرف ہے اور حرف تاء سے کے خالق یا رب نام استعانت ہے گویا بات اور کا پہلا حرف ہی تعارفی کی حیثیت سے لیکر بندہ دعا کی ساز بندہ ہو سکتی مدد کا ہر وقت محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت

کا دروازہ ان ہی لوگوں پر کھولتا ہے جو خود کو کتاب کا مطالعہ خدا بیزار بن کر نہیں کرتے بلکہ بندہ کی حیثیت سے جویائے حق اور طالب ہدایت بن کر کرتے ہیں۔

سلہ متن میں حمد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی تعریف اور شکر دونوں کے ہیں۔ تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ کا مطلب ہے کہ اللہ خوبیوں والا ہے۔ اور کمالات سے متصف ہے۔ وہ عیوب اور کمزوریوں سے نہ صرف پاک اور منزہ ہے بلکہ اس کیلئے حسن ہی حسن اور جمال ہی جمال ہے۔ اور وہ سرچشمۂ خیر و برکت ہے اس کے فضائل و کمالات ذاتی اور مستقل ہیں۔ اور وہ تمام صفات حسنہ میں تنہا اور یکتا ہے۔ اس لئے تنہا وہی لائق ستائش ہے۔ اور کسی کی تعریف کئے جانے کا جواز نہیں۔ اس کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جو بالذات اپنے اندر خوبیاں رکھتی ہو۔ اس لئے کائنات میں ایک سے زیادہ خداؤں کیلئے سرے سے کوئی بنیاد موجود ہی نہیں ہے۔ اور جب حقیقت یہ ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو خدا سمجھ کر اس کے گن گانے اور مالا جپنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

اور شکر اللہ ہی کیلئے ہے کا مطلب یہ ہے کہ انسان بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا ہے وہ سب اللہ ہی کی بخشش اور دین ہے۔ مثلاً زندگی جیسی عظیم نعمت، خورد و نوش کا اعلیٰ ذوق اور اس کے مطابق رزق کا سامان، اولاد جیسی آنکھوں کی ٹھنڈک، عقل و شعور اور علم کی دولت اور دیگر ظاہری اور باطنی نعمتیں سب اسی کی عطا کردہ ہیں اس لئے شکر کا مستحق بھی وہی ہے۔ اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہئے۔ اور اس کا سپاس گزار اور شکر گزار بن کر رہنا چاہئے۔

شکر کا یہ جذبہ دین کی اساس ہے اور اسی بنیاد پر خالق کائنات سے انسان کا صحیح تعلق قائم ہوتا ہے۔ گویا یہ ہدایت کی کلید ہے۔ اسی لئے حمد انسان کا دینی و اخلاقی تربیت اس انداز سے کرتی ہے کہ اس کا شکر کا جذبہ ابھرے۔ اور وہ اللہ کا گرویدہ بن جائے۔

سلہ اللہ اس ہستی کا نام ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے۔ یہ نام ہمیشہ سے اسی کیلئے خاص رہا ہے اور اس کے سوا کسی معبود کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ دوسری زبانوں میں اس کا ٹھیک ٹھیک بدل ملنا مشکل ہے۔ اردو میں خدا اور انگریزی میں God کے الفاظ عام طور سے خالق کائنات کیلئے مستعمل ہیں۔ لیکن God دیوتا کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا مؤنث (Goddess) (دیوی) کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

عربی میں الٰہ معبود کے معنی میں مستعمل ہے اور اسی طرح انگریزی میں Supreme Being کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں لیکن (اللہ) [illegible]

پندرہ روزہ صوت الحق مالیگاؤں
جلد ۲ * مورخہ ۵ رجون سنہ ۱۹۸۲ء * شمارہ ۹

ملاحظات

کچھ اپنے ہم نفسوں سے

رفیق احمد ملی

شعبان کا مہینہ اپنے فیوض و برکات کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہماری تہذیب و معاشرت پر اس مہینے کے بڑے گہرے اور دور رس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ہندوستانی تاریخ میں علمی جدوجہد اور تعلیمی و ترجمتی نیز اصلاحی سرگرمیوں کا جو تابناک سلسلہ نظر آتا ہے اس کی کڑیاں اسی مہینے سے آکر ملتی ہیں۔ دینی معاہد، مدارس اور جامعات میں طلباء اور نوجوانوں کی جو کھیپ تربیت پارہی ہے اور جنہیں مستقبل میں اس بیمار ملت کی مسیحائی کا فرض انجام دینا ہے ان کی ایک معتدبہ تعداد اس مہینے کے وسط تک اپنے تعلیمی مراحل کو مکمل کرچکے گی۔ مدارس اور تعلیم گاہوں میں ختم بخاری اور تقسیم اسناد کے جلسوں کا اہتمام ہوگا۔ علماء مشائخ اور اساتذہ فن کی طرف سے فارغین طلباء کو دستار فضیلت اور خلعت فاخرہ سے نوازا جائے گا۔ جو دینی اور شرعی علوم میں ان کے تبحر اور کمال دسترس کا سرٹیفکیٹ اور سند ہوگی۔

اس موقعہ پر علوم نبویہ کے ان وارثین کو ہم خلوص قلب کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور مستقبل میں ان کی کامیابی کیلئے بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ آنیوالا ماحول ان کیلئے مسعود و مبارک اور میمون ثابت ہو۔ اور وہ ہر لمحہ ترقی کے نئے منازل طے کریں اور زندگی کے ہر موڑ پر کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز و ہمکنار ہوتے رہیں۔

میرے عزیزو! وہ کیفیات جن سے آپ ان دنوں گذر رہے ہوں گے یقیناً آپ کے لئے بڑا ہی اضطراب انگیز اور ہیجانی ثابت ہو رہی ہوں گی۔ ایک طرف مشفق اساتذہ کی عنایات اور شفقتوں سے محرومی اور اپنے مادر علمی جسکے زیر سایہ عمر عزیز کا ایک طویل عرصہ بسر ہوا ہے سے مستقل طور پر بچھڑنے کا غم آپ کو ستا رہا ہوگا۔ ہے تو دوسری طرف آنے والی منزل جسکے نقوش انتہائی دھندلے، مبہم اور غیر واضح ہوں گے۔ اندیشے اور خدشات ذہن میں اضطرابی کیفیات برپا کئے ہوں گے۔

مدارس کا پر امن ماحول، وہاں کی نظم و ضبط میں ڈھلی ہوئی زندگی، اساتذہ اور مشائخ کی پر وقار علمی مجالس اور محفلیں، رفقاء اور ہمدردوں کی خوش گپیاں و خوش طبعیاں، یہ ساری چیزیں ایک کسک بن کر آپ کے ذہن و دماغ کے پردے پر چھائی جارہی ہوں گی۔ اور پھر آپ کی سادہ لوحی اور ناتجربہ کاری اور اس نئے ماحول، جس میں آپ کو قدم رکھنا ہے، کی اجنبیت اور ان عظیم ذمہ داریوں کا احساس جو قوم و ملت کی طرف سے آپ کے کاندھوں پر عائد ہونے والا ہے آپکے ذہن و دماغ کو مفلوج کئے ہوگا۔ لیکن میرے عزیزو! —— یہ کیفیت عارضی کیفیت ہے۔ ماضی کی گذری ہوئی یہ خوشگوار یادیں ذہن کے پردے پر زخم بن کر ابھریں گی اور آپ کو تڑپا دینگی لیکن وقت کا مرہم آہستہ آہستہ ان زخموں کو مندمل کر دے گا۔ حقیقت میں یہ وقت جبکہ آپ علم و ادب کی پر سکون فضا اور روح پرور ماحول سے نکل کر پہلی بار زندگی کی ہنگامہ خیزیوں میں قدم رکھ رہے ہیں۔ اور ایسی نئی و سنگلاخ وادیوں کا سامنا جو پر پیچ اور دشوار گذار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خارزار بھی ہے۔ آپ کے لئے بہت نازک اور اہم وقت ہے۔ یہاں آپ کی زندگی کا ایک عہد ختم ہو رہا ہے۔ اور آپ کتاب زندگی کا نیا باب شروع کر رہے ہیں۔ مستقبل میں زندگی کا سفینہ کس رخ پر بہے گا۔ اس کیلئے آپ کو راہ اور سمت دونوں کی تعیین کرنی ہے۔ اس موقع پر اسی کوتاہی اور غفلت بھی آپکے مستقبل کیلئے تباہ کن ثابت ہوسکتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ ماضی کی ان یادوں میں کھونے کے بجائے مستقبل کیلئے اپنی راہ سفر متعین کیجئے اور اسے تابناک و روشن کرنے کی فکر میں منہمک ہوجائیے۔

اپنے اوپر کلی طور پر اعتماد کرتے ہوئے پورے عزم و حوصلہ اور شعور و آگہی کے ساتھ میدان عمل میں آئیے۔ درس و افتاء اور وعظ و ارشاد کی مسندیں سونی پڑی ہیں۔ اصلاح و تزکیہ کے کام ٹھپ ہیں۔ دلوں سے جذبہ جہاد رخصت ہوگیا ہے۔ منبر و محراب گنگ ہوگئے ہیں۔ قلم ٹوٹ چکے ہیں۔ اور دوات میں روشنائی خشک ہوگئی ہے۔ یہ سب آپکی منتظر ہیں۔ آیئے درس و افتاء کی مسندیں سنبھالئے۔ دلوں کو جذبہ جہاد سے گرمایئے۔ ہاتھوں میں قلم لیجئے اور پوری خود اعتمادی کے ساتھ اپنے اسلاف کے ان کارناموں میں پھر سے رنگ و نور بھر دیجئے جنہیں تحریف کرنے والوں نے گرد نے دھندلا کر دیا ہے۔ ماحول کی کثافت اور تیرگی کا خیال ہرگز ذہن میں نہ لایئے۔ آپ علم نبوت کے وارث اور امین ہیں۔ آپ کے پاس مشکوۃ نبوت کا وہ نور ہے جس نے جاہلی معاشرے کی تہ بہ تہ ظلمات و تاریکیوں کو روشنی میں بدل دیا تھا۔

یہ نور زندگی کے ہر مرحلے میں جہاں بھی آپ کو تیرگی کا سامنا پڑیگا آپ کے کام آئے گا۔

بقیہ دعوۃ القرآن

پرمیشور شیو शिव اور وشنو विष्णु کے القاب بھی ہیں۔ لفظ ایشور ईश्वर ईश और वर سے مرکب ہے۔ ईश کے معنی مالک اور حاکم کے ہیں اور वर کے معنی برتر۔ اس طرح ایشور کے معنی ہوئے خدائے برتر۔ لیکن اس کا مونث آتا ہے ईश्वरी جو دیوی کیلئے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور परमेश्वर परम اور ईश्वर سے مرکب ہے۔ परम کے معنی اعلیٰ کے ہیں اور پرمیشور کے معنی اعلیٰ ایشور کے۔ ایشور اور پرمیشور دونوں الفاظ کے استعمالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اگرچہ خالق کائنات کیلئے استعمال ہوتے ہیں لیکن اس کیلئے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ دیوی دیوتاؤں کیلئے بطور لقب یا صفت ان کا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح بھگوان भगवान کا نام بھی خدا کیلئے خاص نہیں ہے بلکہ بطور لقب یا صفت دیوتاؤں کیلئے اس کا استعمال عام ہے۔ مثلاً بھگوان واسودیو۔ اسی طرح وشنو اور شیو کو بھی بھگوان کہا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ اسماء قرآن کے اسم "اللہ" کا بدل نہیں ہوسکتے جو خالق کائنات کیلئے بالکل مخصوص ہے۔ اور ہر قسم کے احتمالات سے پاک ہے۔ اسی لئے قرآن میں جہاں کہیں اسم "اللہ" آیا ہے ہم نے ترجمہ میں بھی "اللہ" رکھنا مناسب سمجھا۔

اسم "اللہ" قرآن میں ۲۶۹۸ بار آیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس نام کی معرفت کتنی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ قرآن میں پیش کی گئی ہے۔

ملے "رب" کے معنی ہیں پرورش کرنے والا اور مالک و آقا۔ اللہ کے کائنات کا رب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ کائنات کا صرف خالق و پروردگار ہی نہیں ہے بلکہ اسکا مالک اور آقا بھی ہے۔ سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور کائنات کا سارا انتظام وہی تنہا کر رہا ہے۔ ساری مخلوق اسکے سامنے عاجز ہے۔ اور سب اس کے بے اختیار اور بے بس بندے ہیں۔ حقیقی حاکم اور فرمانروا بھی وہی ہے کیونکہ مالک اور آقا ہونے کا یہ لازمی مفہوم ہے۔ اس کی یہ ربوبیت اس جہاں تک محدود نہیں ہے بلکہ ستاروں سے آگے جو اور جہاں ہیں وہاں بھی اس کی ربوبیت کا ظہور ہے۔ غرض انسان اور حیوان، جن اور فرشتے، دنیا و آخرت سب کا پروردگار اور مالک وہی ہے۔

یہاں یہ بھی غور طلب ہے کہ رب العالمین فرمایا ہے رب المسلمین نہیں فرمایا کیونکہ اللہ کسی ایک گروہ، ایک طبقہ اور ایک فرقہ کا رب نہیں ہے۔ بلکہ بلا تفریق پوری نوع انسانی کا رب ہے۔

ملے رحمٰن اور رحیم دونوں الفاظ رحمت سے مشتق ہیں اور اللہ کی صفت ہیں۔ رحمٰن مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں انتہا مہربان۔ اس میں جوش رحمت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ انسان کی تخلیق اس کے غضب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ جوش رحمت کے نتیجے میں ہوئی ہے۔ اور اس کی رحمت نہایت وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ جس سے انسانوں کا کوئی گروہ یا مخصوص فرقہ یا مخصوص قوم نہیں بلکہ پوری نوع انسانی فیضیاب ہو رہی ہے۔ اور اتنا ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات اور پوری کائنات پر اس کی رحمت چھائی ہوئی ہے۔ ہمہ گیر رحمت کے اس مفہوم کے پیش نظر یہ نام اللہ کیلئے خاص ہوگیا ہے۔ اور الرحمٰن کے نام سے اسی کو پکارا جاتا ہے۔

رحیم اسم صفت ہے۔ اور اس پہلو کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کی رحمت مستقل اور دائمی ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ انسان کی تخلیق اسکی رحمت کے جوش میں آنے سے ہوئی بلکہ وہ اس پر برابر رحمت کی بارش کر رہا ہے۔ اور جو لوگ اسکے سامنے پر جھکیں گے انہیں وہ ابدی طور پر اپنی رحمت سے نوازنے گا۔ اس حوالے سے رحمٰن اور رحیم کے مترادف کچھ نہیں کیونکہ رحیم اللہ وحدہٗ کی صفت ہے جبکہ دوام

شعبان - نیکیوں اور بدعتوں کا مہینہ

مولانا محب اللہ احمد صاحب ندوی

شعبان کا مہینہ آتے ہی بکثرت نفل روزوں، مکانات کی صفائی، حلوا خوری، قبرستان کی آرائش، اور آتش بازی کا تصور دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔ یہ مہینہ شرعی طور پر اپنے اندر حقیقی برکتوں اور فضیلتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہم نے اس میں رسومات و بدعات کا بار عظیم لاد رکھا ہے۔

ضرورت ہے کہ ہم تفصیل سے اس کے شرعی خد و خال کو پہچانیں۔ اور اس مقدس مہینہ کے رخسار سے من گھڑت رسومات کی سیاہ نقاب اتار کر اس کے حقیقی حسن و زیبائش کا مشاہدہ کریں۔

نفلی روزوں کا مہینہ

اس مہینہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے تمام مہینوں سے زیادہ اس ماہ میں نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ شعبان کے نفلی روزے آپ کو بہت محبوب تھے۔ آپ کے خادم خاص حضرت انسؓ کا بیان ہے "کان احب الصوم الیہ فی شعبان" (الترغیب و الترہیب بحوالہ مسند احمد و طبرانی) یعنی نفلی روزوں میں شعبان کے مہینے کے روزے آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

اس کثرت کا یہ عالم تھا کہ پورا ماہ شعبان ہی کہنا چاہیے کہ روزوں میں گذر جاتا تھا۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے؛ قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شھرا اکثر من شعبان فانہ کان یصومہ کلہ، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں نفلی روزے نہیں رکھتے تھے اسی لئے شعبان کا پورا مہینہ روزوں ہی میں گذر جاتا تھا۔ فرماتی ہیں ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شھر قط الا شھر رمضان وما رایتہ فی شھر اکثر صیاما منہ فی شعبان۔

نسائی میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے: قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشھر اکثر صیاما منہ لشعبان کان یصومہ او عامتہ "یعنی شعبان کا پورا مہینہ یا اکثر مہینہ روزے رکھا کرتے تھے۔ ابو داود کے الفاظ یہ ہیں۔ کان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان یعنی آپ پورا شعبان روزوں میں اس طرح گذارتے کہ رمضان کو بھی شعبان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں۔ کان یصومہ الا قلیلا بل کان یصومہ کلہ یعنی آپ چند دنوں کے سوا پورا ماہ شعبان روزوں ہی میں گذار دیتے تھے۔ بلکہ پورا ہی مہینہ روزہ رکھتے تھے۔

ان تمام روایات کا ماحصل یہ ہے کہ شعبان کے اکثر ایام میں آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ اور یہ کہ نفلی روزوں کی کثرت دوسرے مہینوں میں نہیں ہوتی تھی۔ ہمارے لئے شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نفلی روزہ رکھنا ہی اسوہ ہے۔ چونکہ آج یہ سنت بہت حد تک مردہ ہو چکی ہے اس لئے اگر ہم سو شہیدوں کا اجر چاہتے ہیں تو شعبان میں نفلی روزے رکھ کر اس سنت کو زندہ کریں۔ اور اس کے عظیم اجر کے مستحق بنیں۔

کثرت سے روزے رکھنے کے اسباب

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد ذہن میں خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روزوں کی یہ کثرت شعبان ہی میں کیوں ہے؟ آخر گیارہویں، بارہویں اور تعزیہ والے مہینے کو اس فضیلت سے کیوں الگ رکھا گیا ہے؟ حالانکہ یہ مہینے مسلمانوں میں بڑے چہل پہل اور دھوم دھام والے ہیں۔ بہرحال آپ ان خرافات میں پڑے بغیر سنجیدگی اور سادگی کے ساتھ شعبان کے ان روزوں کی کثرت کے اسباب پر غور کیجئے۔

(۱) شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی ایک وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ رجب اور رمضان کے درمیان لوگ بالعموم اس مہینے کی عظمت و حرمت سے غافل ہو جاتے ہیں اس لئے میں نے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ آپ سے حضرت انسؓ نے پوچھا "لم ارک تصوم من شھر من الشہور ما تصوم من شعبان"، یعنی جتنی کثرت سے آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں اتنی کثرت سے دوسرے مہینوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ تو آپ نے فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان یعنی رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہونے والے اس مہینے سے لوگ بالعموم غافل رہتے ہیں۔ گویا اس غفلت کے ازالہ ہی کی خاطر یہ روزے رکھے جاتے تھے۔

(۲) ایک اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں خصوصیت کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں اسے پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش کئے جائیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "وھو شھر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین واحب ان یرفع عملی وانا صائم" (نسائی)

(۳) اسی طرح سے ملتی جلتی ایک اور حدیث علامہ عبد العظیم المنذریؒ نے الترغیب والترہیب میں مسند ابو یعلیٰ کے حوالے سے اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے نقل کی ہے کہ چونکہ ماہ شعبان ہی میں اللہ تعالیٰ اس سال میں مرنے والوں کے نام لکھ دیا جاتا ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ میری اجل اس حالت میں آئے کہ میں روزہ دار رہوں۔ حدیث بھی کچھ بجا ہو الفاظ اس کے یہ ہیں۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم شعبان کلہ قالت قلت یا رسول اللہ احب الشہور الیک ان تصومہ شعبان قال ان اللہ یکتب فیہ علی کل میتۃ تلک السنۃ فاحب ان یاتینی اجلی وانا صائم۔

(۴) شعبان میں ایک وجہ روزہ رکھنے کی یہ بھی تھی کہ سفر یا کسی دوسری مجبوری کی وجہ سے ہر ماہ کے ایام بیض کے جو روزے آپ سے چھوٹ جایا کرتے تھے ان سب کی قضا بھی آپ شعبان میں کیا کرتے تھے۔ طبرانی میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر فربما اخر ذالک حتی یجتمع علیہ صوم السنۃ فیصوم شعبان (مرقاۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین روزہ رکھا کرتے تھے لیکن کبھی یہ چھوٹ جاتے تو سال کے تمام چھوٹے ہوئے ایسے روزے آپ شعبان میں پورے کرتے تھے۔

(۵) ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رمضان کا پورا مہینہ چونکہ فرض روزوں میں گذرتا تھا اس بنا پر اس مہینے کے نفلی روزے آپ شعبان ہی میں رکھ لیا کرتے تھے۔

(۶) بعض حضرات نے شعبان کے نفلی روزوں کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ یہ روزے رمضان مبارک کے روزوں کی مشق کے لئے رکھتے تھے تاکہ طبیعت پہلے ہی سے روزوں کی عادی ہو جائے اور رمضان مبارک کے روزے بشاشت گذریں، (۷) علامہ ابن رجب حنبلیؒ نے شعبان کے ان نفلی روزوں کی ایک بہترین حکمت یہ بھی لکھی ہے کہ یہ روزے فرض نماز کی سنتوں کی طرح ہیں یعنی جس طرح فرض نمازوں سے قبل سنتیں پڑھی جاتی تھیں اسی طرح رمضان سے قبل اور بعد آنحضرتؐ روزے رکھا کرتے تھے تاکہ رمضان مبارک کے فرض روزوں کی اہمیت و تاثیر باقی رہے۔ (مرقاۃ)

بہرحال ان روزوں کی وجہ کچھ بھی رہی ہو۔ ہمارے لئے اس ماہ میں آنحضرتؐ کا سب سے بڑا اسوہ یہی ہے کہ ہم بھی بکثرت روزے رکھیں۔

شعبان کی پندرھویں شب

شعبان کی پندرھویں رات جسے لیلۃ البراءۃ اور اردو میں شب برات کہا جاتا ہے کی فضیلت اور اس کی تاریخی اہمیت کے بارے میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ ایک طبقہ اس کی اہمیت و فضیلت کا سرے سے منکر ہے۔ ان کے نزدیک اس رات کا ذکر نہ قرآن کریم میں ہے اور نہ صحیح احادیث میں۔ جو اس رات کے بارے میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان میں کوئی متفق علیہ حدیث نہیں ملتی۔

دوسرے طبقے کے نزدیک یہ لیلۃ القدر کی طرح خیر و برکت سے معمور رات ہے اس رات کا قیام اور دن کا روزہ موجب رحمت و مغفرت ہے۔ یہ طبقہ اس رات کی فضیلت و اہمیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور اس کے نزدیک شب برات ایک عظیم اور بابرکت تہوار ہے۔ اور اسی خوشی میں چراغاں، آتش بازی، حلوا خوری، نقل و حرکت اور مکانات کی صفائی کا رواج ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں طبقے انتہا پسند ہیں۔ اور دونوں حد اعتدال سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اس لئے کہ اس رات کے بارے میں جو احادیث مذکور ہیں ان کی موجودگی میں اس کی حقیقت سے انکار کرنا حقائق سے انحراف ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ دوسرے گروہ کو تسلیم کرنے کا مطلب یہی کہ اسے شب قدر کا درجہ دے

)

ورجہ دیدیا جائے، اور اس خوشی میں اس رات کو بدعات وخرافات کی نذر کردیا جائے۔ اس رات کو نہ بہت اہمیت دینی چاہیئے اور نہ اس کے وجود سے بالکلیہ انکار کردینا چاہیئے، بلکہ اسے عام راتوں کی حیثیت دیکر ذکر وتلاوت دعا واستغفار میں گذارنا چاہیئے ـــــ شب برات کے بارے میں چند حدیثوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس رات کے بارے میں کچھ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو

(۱) پہلی حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ ھٰذِہٖ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ کَلْبٍ (الحدیث رواہ البیہقی وقال ھٰذا مسلسل جید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مغفرت سے اتنے گنہگاروں کو نار جہنم سے نجات کا پروانہ ملتا ہے جتنے قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ (کذا فی الترغیب)

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَطَّلِعُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی خَلْقِہٖ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِعِبَادِہٖ اِلَّا اثْنَیْنِ مُشَاحِنٍ وَّقَاتِلِ نَفْسٍ (رواہ احمد باسناد لین کذا فی الترغیب والترھیب) یعنی اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور کینہ ور اور قاتل کے سوا اپنے تمام بندوں کو بخشتا ہے۔

(۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَطَّلِعُ اللّٰہُ اِلٰی جَمِیْعِ خَلْقِہٖ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ طبرانی فی الاوسط وابن حبان کذا فی الترغیب والترھیب) اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنی تمام مخلوقات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مشرک اور کینہ ور کے سوا سب کو بخشتا ہے۔

(۴) عَنْ عَائِشَةَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فَقَالَ اَتَدْرِیْنَ اَیُّ لَیْلَةٍ ھٰذِہٖ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذِہٖ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَیَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِیْنَ وَیُؤَخِّرُ اَھْلَ الْحِقْدِ کَمَا ھُمْ (بیہقی کذا فی الترغیب) آپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا جانتی ہو یہ کون سی رات ہے؟ کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اللہ کی طرف سے اس رات میں استغفار کرنے والوں کی مغفرت کی جاتی ہے اور اہل کینہ کو پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔

(۵) روی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر (ابن ماجہ بحوالہ ترغیب وترہیب)

یعنی شعبان کی پندرھویں رات ہو تو تم رات میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسی رات میں آسمان دنیا کی طرف نزول ہوتا ہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے کہ کون گناہوں کی بخشش کا طالب ہے کہ اسے میں بخش دوں۔ کوئی روزی کا طالب ہے کہ اسے میں رزق عطا کردوں۔ کون مصیبت زدہ ہے کہ اسے عافیت دوں فجر تک اسی قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں۔

یہ احادیث اگرچہ اپنے اندر سقم وضعف رکھتی ہیں اور صحت وتحقیق کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی پھر بھی یہ ایسی نہیں ہیں کہ انہیں مکمل طور پر رد کر دیا جائے۔ مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے۔

اِنَّہٗ قَدْ وَرَدَ فِیْ فَضِیْلَةِ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ عِدَّةُ اَحَادِیْثَ مَجْمُوْعُھَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ لَھَا اَصْلًا

یعنی شعبان کی پندرھویں شب کی فضیلت میں اتنی احادیث آئی ہیں کہ ان کے مجموعے سے اس کی اصلیت وحقیقت کا ثبوت ملتا ہے

* * *

ایک شبہہ کا ازالہ

اکثر واعظین کرام شب برات کی فضیلت میں سورۂ دخان کی پہلی آیت حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

کو پیش کیا کرتے ہیں اور اس ضمن میں بہت سی موضوع اور مجہول روایات کو اور بے سند حکایات بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک آیت مذکورہ میں لیلۃ مبارکہ سے شب برات نہیں، شب قدر مراد ہے قرآن مجید کا نزول شب برات میں نہیں شب قدر میں ہوا مستند وتحقیقی علماء نے شب قدر کو لیلۃ مبارکہ بھی کہا گیا ہے اور اس رات کا وصف جو شبہ تقدیر وبرکت دونوں ہی ہے۔

پندرھویں کا روزہ

شب برات کے روزے کے بارے میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن دونوں سخت ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ اس دن روزہ کی بابت کوئی صحیح حدیث موجود نہیں نہ ہی عہد صحابہ میں اس خاص روزے کی اہمیت کا کوئی ذکر ملتا ہے پہلی حدیث ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے۔ اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔ دوسری حدیث بھی حضرت علیؓ ہی سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ من اصبح فی ذلک الیوم صائما کان کصوم ستین سنة ماضیة وستة مستقبلة

یعنی جو اس دن روزہ کی حالت میں صبح کرے گا اس کے دو سال کے گناہ بخشے جائیں گے۔ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے۔ اس دوسری حدیث کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اسے علامہ ابن جوزیؒ نے کتاب الموضوعات میں نقل کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شب برات کے اس روزے کی بابت لکھا ہے لم اجد فی صوم یوم لیلة النصف من شعبان حدیثا مرفوعا صحیحا (تحفہ) یعنی مجھے شب برات کے دن روزہ کی بابت ایک بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی لہذا اس روزے کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہے۔

شب برات پر سرسری نظر!!

شب برات کی بابت منسوب روایات کا سرمایہ بس یہی کچھ ہے، آپ ایک طرف ان کمزور روایتوں کو رکھئے اور دوسری طرف ان کی آڑ لے کر ہونے والی شرک وبدعات ورسوم وخرافات پر نظر ڈالیے اور انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ آج جس شب برات کی بابت شور مچایا جاتا ہو کر ان فضائل کی ترغیب کرنی چاہیئے؟!

ان ہی ضعیف حدیثوں کی آڑ لے کر لوگ شب برات کے استقبال میں اپنے مکانات کی صفائی اور زینت وسجاوٹ میں مبالغہ کرتے ہیں اس دن اچھے کپڑے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے یہ کوئی عید ہی اور جمعہ کا دن ہے۔ اس دن خاص طور پر عمدہ کھانے پکائے جاتے ہیں گھروں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ خوشبو چھڑکی جاتی ہے لوبان اور اگربتی سے پورا گھر بسایا جاتا ہے فقراء ومساکین میں کھانے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بزرگوں کی نیاز دی جاتی ہے۔ مردوں کی روحوں کی واپسی کا انتظار کیا جاتا ہے۔ پھر آتش بازی کا طوفان برپا کیا جاتا ہے اور اس خصوصیت کے ساتھ حلوہ پکایا جاتا ہے۔ پھر گھر کا ہر فرد قبرستان جاتا ہے ضرور! قبروں پر روشنی اور چراغاں کا وہ عالم ہوتا ہے کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگتی ہیں اور ان پر مرد وزن کا ہجوم ایسا کہ شب ریا کی طرف تار تار ہونے لگتی ہے۔

یہ ہے شب برات اور ان ضعیف حدیثوں پر عمل کرنے کی ترغیب دینے کا عملی نقشہ! کیا ان سینکڑوں جاہلی رسوم کا احیاء اور ان کھلی بدعات کے ارتکاب کا گناہ عظیم ان چند ضعیف روایتوں پر عمل کرنے سے دھل سکتا ہے؟ یہ مسئلہ ہم سب کے لئے قابل غور ہے!

پرنٹر پبلشر
عبدالعزیز انصاری
پروپرائٹر
جامعۂ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں
طباعت
عوامی پریس جوہر چوک
مالیگاؤں
زرِ سالانہ ـــ ہندوستان
وبنگلہ دیش ـــ ۱۲/۰۰ روپیے
غیر ممالک سے ۱۰/۰۰ ڈالر
خط وکتابت کا پتہ ـــ منیجر
صوت الحق منصورہ مالیگاؤں
قیمت فی پرچہ ۰/۵۰ روپیے

عالم اسلام

سعودی عرب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ

سعودی بجٹ ہر سال جمادی الثانی کے آخری دن سربراہ مملکت کو منظوری کیلئے پیش کیا جاتا ہے اور اس کا نفاذ یکم رجب سے ہوتا ہے

تقریباً ۱۷ سال پہلے سعودی عرب میں سالانہ قومی بجٹ تیار کرنے کا باقاعدہ انتظام قائم کیا گیا۔ مملکت کا بجٹ ہر سال جمادی الثانی کے آخری دن سربراہ مملکت کے سامنے منظوری کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا اطلاق اگلے ہی روز یعنی یکم رجب سے ہوتا ہے۔ یہ انتظام بغیر کسی رکاوٹ کے شاہ فیصل مرحوم کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔ یہ ایک ایسی روایت ہے۔ جس کی جڑیں قومی اور معاشی زندگی میں مضبوطی پکڑ چکی ہیں۔

چنانچہ ۲۹ جمادی الاول کو جو سالانہ بجٹ وزارت المالیہ نے شاہ خالد کی منظوری کیلئے پیش کیا وہ اب تک کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ جس میں ۳۱۳۰۴۰۰ ملین ریال رکھے گئے۔ اور بڑی بڑی رقمیں تعلیم، صحت، جنگ و دفاع اور ضرورت مند ممالک کی امداد کیلئے رکھی گئی ہیں تاکہ سعودی عرب کی خوشحالی میں دیگر قومیں بھی شریک ہوں اور اقتصادی اسباب سے فائدہ اٹھائیں۔

بجٹ کی سالانہ تقریب پروقار طریقہ سے ... صدارت براہ راست طور پر فرمانروائے مملکت رونق افروز ہوتے ہیں۔ یہ اجلاس ریاض شہر میں واقع قصر الحمراء میں منعقد ہوتا ہے جو بلا استثناء تمام وزراء اور وزارتوں کے سیکریٹری اور دوسرے اعلیٰ سرکاری افسران شرکت کرتے ہیں۔

امسال اس اجلاس کی کارروائی شاہ خالد بن عبدالعزیز کے مختصر لیکن پروقار افتتاحی کلمات سے شروع ہوئی۔ انہوں نے رب العزت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جس نے اپنی نعمتوں سے سعودی عرب کو نوازا ہے۔ اور کہا کہ نئے قومی بجٹ کا مقصد عوام کیلئے ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہے۔ انہوں نے وزارت المالیہ اور دوسرے اداروں کیلئے اظہار تشکر کیا جن کی کوششوں سے بجٹ تیار کیا گیا اور دعا کی کہ اپنی قوم کی اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی انتھک کوشش کرے۔

اتنا بڑا بجٹ جو معدنی وسائل کے علاوہ حکومت کی مستحکم پالیسیوں کا نتیجہ ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی آبادی کے اعتبار سے یہ مملکت دنیا کے خوشحال ترین ملکوں میں سے ایک ہے اور بجٹ کی رقم میں ہر سال مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پچھلے سال ... بجٹ میں ۱۵۰،۴۰ ملین ریال کا اضافہ ہے۔ ملک کے بجٹ ۱۵۲ فیصد حصہ ترقیاتی پروگراموں پر خرچ کیا جائے گا۔ جبکہ بقایا ۴۰ فیصد اخراجات کی مدمیں رکھے گئے ہیں۔

سال رواں میں گزشتہ سالوں کی طرح سب سے زیادہ رقم دفاع اور حفاظتی شعبوں پر خرچ کی جائے گی۔ جو مجموعی طور پر ۹۱،۸۸۹ ملین ریال ہے۔ گزشتہ سال یہ رقم ۸۲،۵۴۲ ریال تھی۔ اس اضافے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے ناپائیدار حالات کے پیش نظر سعودی عرب دفاع کو مسلسل اہمیت دے رہا ہے۔ جدید طیاروں اور دوسرے اسلحہ کا حصول اور مسلسل تربیتی تیاریاں اس سمت میں ضروری اقدامات ہیں۔

داخلی دفاع اور حفاظتی پروگراموں کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے اور جدید قسم کا سازوسامان الیکٹرونک مشین اور دوسرے آلات دفاعی انتظامات کو مستحکم کرنے کی طرف ایک پیش رفت ہے۔

اگلا اہم شعبہ افراد کی ترقی اور تربیت کا شعبہ ہے۔ جس پر ۲۹۳۸۲،۴۰ ملین ریال خرچ کئے جائیں گے۔ تربیت گاہوں کی تعمیر اور نئی تعلیم گاہوں کا قیام ہنر مند افراد پیدا کرے گا۔ جس پر اس سال خاص توجہ دی جائے گی۔

مواصلات اور ذرائع آمد و رفت کی ترقی کو بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس مد میں ۲۰،۷۲۲ ملین ریال رکھے گئے ہیں۔ حالانکہ گزشتہ سال اس شعبہ کی ترقی کیلئے ۲۳،۴۴۲ ملین ریال دیئے گئے تھے۔ گزشتہ سال نئی سڑکوں، پلوں، بندرگاہوں اور دیگر ذرائع آمد و رفت پر بہت کام غیر معمولی تیزی سے کیا گیا۔ رفتار ابھی جاری رکھی جائے گی۔ البتہ نئے منصوبے نسبتاً کم تجویز کئے ہیں۔

مواصلاتی منصوبوں کی تکمیل کا گہرا اثر صنعت و زراعت پر پڑتا ہے۔ اچھی آمد و رفت سے صنعتی و زرعی ترقی کی رفتار اور بھی تیز ہو جاتی ہے۔ جو ملک کی خوشحالی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صنعتی میدان میں سعودی عرب بہت آگے نکل گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تیل کی درآمد پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تاکہ بیرونی اور ملکی اشیاء کے درمیان مقابلہ ہو۔ اور عوام کی ضروریات بھی بہ آسانی کسی رکاوٹ کے پوری ہوتی رہیں۔ اب ملک کے ہر بڑے شہر میں سیمنٹ کے کارخانے لگائے جا چکے ہیں جن کی وجہ سے تعمیری ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ اسی طرح لوہے اور فولاد کے کارخانے جبیل اور ینبوع جیسے صنعتی شہروں میں لگانے کے منصوبے زیر عمل ہیں۔ اسی طرح بندرگاہوں کو جدید خطوط پر ترقی دی گئی ہے۔ اور صنعتی شہروں کو بندرگاہوں کے قریب ہی قائم کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ سعودی عرب ہر لحاظ سے اب جدید قسم کے ممالک میں سے ایک ہے۔ اور ترقی کی رفتار اتنی تیز ہے اور ہر شعبہ میں اصلاحات اور وسائل اتنے بڑھے جا رہے ہیں کہ ہر لحاظ سے یہ ملک جلد ہی ایشیا کا ایک ترقی یافتہ ملک ابھر کر سامنے آئے گا۔ سیاسی استحکام اور علاقہ میں امن کا وجود اس سمت میں اہم ضروریات ہیں۔ اس کے ساتھ اقتصادی، مالی اور تعلیمی منصوبے اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

سنتِ خیر الوریٰ ہی دین ہے

شورش کاشمیری

عہد نافرما جام کے آگے نہ جھک
بندگانِ خام کے آگے نہ جھک

شہر یاروں پہ کہاں تک اعتماد
ناروا احکام کے آگے نہ جھک

مفتری جو بھی کہیں کہتے رہیں
تو کسی الزام کے آگے نہ جھک

ہیچ ہے اندیشۂ لیل و نہار
گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

سنتِ خیر الوریٰ ہی دین ہے
مذہبِ اوہام کے آگے نہ جھک

یہ تقاضہ ہے اذانِ صبح کا
بتکدے کی شام کے آگے نہ جھک

بات بنتی ہے خدا کے خوف سے
معبدِ اصنام کے آگے نہ جھک

حشمتِ اسلام رکھ پیشِ نظر
دولتِ اصنام کے آگے نہ جھک

اس خدا ناترس سے دامن بچا
جو جھکے اسلام کے آگے نہ جھک

ماخوذ
ریڈرس ڈائجسٹ

نکوٹین زہر اور تریاق

انگریزی سے ترجمہ
سعید احمد شائق
متعلم جامعہ محمدیہ منصورہ
مالیگاؤں

جدید انکشافات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سگریٹ نوشی بھی ہلاک زہر کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ یہی زہر اتفاقی اس لت کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے۔

اگست سنہ ۱۹۸۵ء ...نیشنل
اگست سنہ ۱۹۷۹ء کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈرگ ایبوز (NIDA) کے سرکاری ماہرین نے کینیڈا، امریکہ، ساتھ سالوں اور ماہرین طبیعات کے ایک وفد سے ملاقات کی اور دوران گفتگو کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ چونکہ تمباکو نوشی ایک بری لت اور عادت ہے، چنانچہ اسے ایک مرض تصور کرنا چاہئے۔

لندن کے موڈلی (Modeley) ہاسپٹل کے ماہر مائیکل (Myele) نے اس بات پر اتفاق کیا کہ سگریٹ نوشی عادی اور محتاج بنا دینے والی انسانی عادات میں سب سے بری عادت ہے۔ یہ سوچا جاتا ہے کہ سگریٹ نوشوں کی بڑی اکثریت عہد طفلی میں ہم عمروں کی صحبت سے اس چیز کی عادی ہو جاتی ہے۔ اور آخر میں لذت، رنج و غم اور انفرادیت کیلئے سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں (NIDA) کے مالی تعاون سے ماہرین نفسیات، ادویات اور ڈاکٹروں نے نئے سرے سے قدم اٹھائے۔ اس بات پر متفق ہونے کے بعد کہ سگریٹ نوشی کے پیچھے سماجی جذباتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ انھوں نے تحقیقات کی کہ جب لوگوں کی اکثریت کسی چیز کو (زیادہ افیم، ہیروئن یا حشیش) عادی ہو جاتی ہے تو ان کا مقصد ایک پر اثر دوا کی اثر انگیزی کا حصول ہوتا ہے چنانچہ ان ماہرین نے اپنی توجہ اس دوا یعنی نکوٹین پر مرکوز کر دی۔ یہ صرف تمباکو میں پایا جاتا ہے۔

نکوٹین انتہائی زہروں میں سب سے ہلاک زہر ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس زہر کا صرف ساٹھ ملی گرام مقدار انسان کا دم گھونٹ کر دینے کیلئے کافی ہوتا ہے۔

کچھ سال قبل ایک عام بازاری پیکٹ کے سگریٹ کے ذریعے دھواں اتنی ہی مقدار خارج کرتا تھا۔ اس وقت سگریٹ نوش اتنی مقدار پینے کے بعد کیوں نہ مر گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سگریٹ نوش معمولی مقدار (یعنی سگریٹ) سات سے دس کش کے لحاظ سے اپنے جسم میں نکوٹین پہنچاتا تھا۔ جسے جسم کی دفاعی قوت فوراً زائل کر دیتی تھی۔

محققین جدید، پیچیدہ طریقوں کا استعمال کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سگریٹ نوشوں کے خون کے سرخ ذرات اور پیشاب میں موجود نکوٹین اور کاربو ہوا آکسائڈ کی ایک ملی گرام کی کروڑویں حصے کی مقدار بھی معلوم کی جا سکتی ہے۔ جانوروں اور انسانوں پر پانچ سالہ تحقیق کے بعد یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ نکوٹین سگریٹ نوشوں کو اپنا عادی بنا لیتی ہے کیونکہ اس میں عادی بنانے والی دیگر اشیاء کی طرح تین خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(۱) اس کے استعمال سے آدمی میں نکوٹین کے لئے قوت برداشت بڑھتی ہے۔
(۲) یہ استعمال کرنے والے کو اپنا محتاج بنا لیتی ہے۔
(۳) استعمال ترک کرنے کی صورت میں اضطرابی کیفیت پیدا کرتی ہے۔

سنہ ۱۹۷۸ء میں کئے گئے تجربے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سگریٹ نوش غیر سگریٹ نوش کے بالمقابل (بہ نسبت) اپنی رگوں میں سات سو گرام نکوٹین کا انجکشن لے سکتے ہیں۔ جبکہ دونوں جماعتوں میں گھنٹہ گھنٹہ بھر کی نکوٹین کی معمولی مقدار بہت کم اضافہ ہوتی ہے۔ ایک ملی گرام انجکشن سے سگریٹ نوشوں کو متلی آنے کی شکایت نہیں ہوتی جبکہ غیر سگریٹ نوشوں کو یہی مقدار تے اور متلی کا شکار بنا دیتی ہے۔

محتاجی

ایسا ہی ایک تجربہ چوہوں کی چند جماعتوں پر کیا گیا۔ پانچ جماعتوں کو ۴۸ گھنٹوں تک ہر ۳۰ منٹ بعد نکوٹین کی مختلف طاقتوں والے انجکشن لگائے گئے۔ جبکہ چھٹی جماعت کو صرف انجکشن لگائے گئے۔ اس کے بعد ان چوہوں کو مالکولات مشروبات دیکر مخصوص پیر مود کو دینے کے لئے ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ تاہم یہ چوہے ان پیر موں کو دباتے اور نکوٹین کی مطلوبہ مقدار خود بخود ان کے جسم میں انجکٹ (inject) ہو جاتی۔ وہ چوہے جنھیں اس سے پہلے نکوٹین کے انجکشن دیئے گئے اپنے آپ کو انجکشن لیتے ہوئے پائے گئے حتیٰ کہ نکوٹین کی کثرت مقدار سے ان کے جسم کے اندر تشنج واقع ہو گیا۔ تاہم وہ اس سے باز نہ آئے۔ جبکہ نمکین پانی کا انجکشن لگاتے ہوئے چھٹا گروہ ان پیر موں کو دبانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ سگریٹ نوش نکوٹین کی مقدار خود ہی متعین کر لیتے ہیں۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھئے کہ

پندرہ سگریٹ نوشوں پر مشتمل دو جماعتوں کو نکوٹین اور تارکول کی مختلف مقدار والے سگریٹ دیئے گئے۔ جیسے جیسے نکوٹین کی مقدار کو بڑھایا گیا، سگریٹ نوشی کی مقدار کم ہوتی گئی۔ جبکہ تارکول کی مقداروں نے ان پر کوئی بھی اثر نہیں ڈالا تھا۔ اس سے اور دیگر تجربات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر سگریٹ نوشوں کو ان کی پسندیدہ سگریٹ کے بجائے کم نکوٹین والے سگریٹ دیئے جائیں تو وہ زیادہ سگریٹ پینے لگتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے خون میں موجود نکوٹین کی مطلوبہ مقدار تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اضطرابیت

یکلخت سگریٹ نوشی ترک کرنے سے سگریٹ نوشوں کے دل کی دھڑکن میں سستی اور بلڈ پریشر میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور ذہنی لہریں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ سگریٹ کے خوگروں کا درجۂ حرارت گر جاتا ہے اور کم پینے والوں میں اور بھی حرارت بڑھ جاتا ہے۔ تمام ترک کردہ سگریٹ نوش مختلف تجربہ شدہ ڈرائیونگ وغیرہ میں اس عرصہ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر پاتے جس کا سگریٹ نوشی سے ماقبل کر پاتے تھے۔

وہ ناخوشگوار اور ناقابل برداشت لمحات سگریٹ نوشی ترک کرنے کے بعد ایک سگریٹ نوش جن کا شکار ہوتا ہے۔ امریکہ کے ادارہ تحقیقات نے ایسے دو گروہوں میں بطور ذہنی بیماری کے تمباکو کی اضطرابی کیفیت میں تقسیم کیا ہے۔

تارکین سگریٹ پر کئے گئے تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمباکو نوشی ترک کر دینے سے کیمیائی کا موڈ بدل جاتا ہے۔ وہ چڑچڑے، فسادی اور جھگڑالو ہو جاتے ہیں۔ تمباکو نوشی ترک کر دینے کی وجہ سے پیدا ہونے والی اضطرابی کیفیات میں بے قراری، عدم برداشتگی، خیالات، عدم سکون وغیرہ سے۔ غنودگی اور قبض کے چند امراض کا بھی ذکر آتا ہے۔

سگریٹ نوشوں میں سب سے ہلاک کیفیت تمباکو کی چاہت اور خواہش ہوتی ہے۔ نوے فیصد ۹۰٪ سگریٹ نوش اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر موریے جاروک اور سارول شف مین کا کہنا ہے کہ نکوٹین ناخوشگوار اثر نہیں ہے۔ بلکہ سگریٹ نوشوں کو سگریٹ نوشی ترک کر دینے کے بعد بھی انہیں ان کی طلب برابر لگی رہتی ہے۔

سگریٹ نوشوں کے مختلف اقسام میں بعض سگریٹ نوش ایک ایک گھنٹہ پر سگریٹ چاہتے ہیں اور جن کے خون میں نکوٹین کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ بعض سگریٹ نوش ایسے ہوتے ہیں جنہیں آدھے گھنٹہ پر سگریٹ کی چاہت ہوتی ہے۔ ایسے سگریٹ نوشوں کے خون میں نکوٹین کی اصل مقدار مستقل طور پر قائم رہتی ہے۔ ڈاکٹر رسل (Russell) کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی کے خوگروں کا مقصد یہی نکوٹین کی مقدار کو مستقلاً قائم رکھنا ہوتا ہے جبکہ غیر خوگر سگریٹ نوشوں میں نکوٹین کی نسبۃً مستقل مقدار خاص اہمیت کی حامل ہے۔

شف مین Shiffmann اور جاروک (Jarvik) نے دریافت کیا کہ وہ تارکین سگریٹ جنہوں نے سگریٹ نوشی میں ساٹھ فیصد ۶۰٪ کٹوتی کی۔ ان لوگوں کی بہ نسبت جنہوں نے سگریٹ نوشی بالکل ترک کر دی بہت زیادہ اور شدید خواہش رکھتے تھے۔ جن افراد نے سگریٹ نوشی بالکلیہ ترک کر دی ان میں سات روز کے بعد تمباکو کی چاہت بتدریج ختم ہوتی چلی گئی۔ مگر سگریٹ نوشی میں کٹوتی کرنے والوں میں یہ چاہت بدستور رہی۔

(باقی آئندہ)

گاما پہلوان

گاما پہلوان (۱۸۸۹ – ۱۹۶۰ء) کو ۲۰ سال کی عمر میں "رستم ہند" اور اس کے بعد رستم زماں کا خطاب ملا تھا۔

ایک بار جلسہ ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر محمد اقبال صدر تھے۔ گاما بھی جلسہ میں موجود تھے۔ لوگ بول چکے تو آخر میں ڈاکٹر اقبال نے اعلان کر دیا کہ گاما پہلوان اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ گاما پہلوان کھڑے ہوئے۔ بڑی دیر انہوں نے جسم کو حرکت دی ادھر ادھر ہاتھ ہلایا اور کہا۔ بھائیو! ورزش کیا کرو۔ جب وہ مختصر تقریر کر کے بیٹھے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گاما کی نہ صرف پیشانی پر قطرات تھے بلکہ کرتا بھی بھیگ چکا تھا۔

احوال جامعہ و کوائف جماعت

ناظم الجامعۃ کا تبلیغی و تعلیمی دورہ

محترمی جناب مولانا مختار احمد ندوی صاحب ... صاحب مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۸۰ء کو بمبئی سے دہلی تبلیغی دورہ کیلئے تشریف لے گئے اور دفتر جمعیت اہلحدیث ہند میں قیام فرمایا۔ اور بعد نماز مغرب آپ نے احباب جمعیت اہلحدیث ہند کو خطاب فرمایا اور آئندہ ہونے والے جمعیت اہلحدیث ہند کے اجلاس کے اہم نکات اور مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس اجتماع میں دہلی کی جماعت کے اہم ذمہ دار شریک تھے۔

دوسرے دن صبح آپ بنارس تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کیلئے مرکزی دار العلوم بنارس میں منعقدہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مشرقی یوپی کے اجلاس میں خطاب فرمایا۔ اور ادارہ اصلاح المساجد کے زیر نگرانی بنارس چوک کی تعمیر ہونے والی مسجد کا مولانا عبد الوحید سلفی کے ساتھ معائنہ کیا۔

اور شام کو مئو ناتھ بھنجن تشریف لے گئے اور اسی رات کو جامعہ فاطمۃ الزہراء کے ... آج کی بابت اراکین جامعہ کے ساتھ گفتگو کی ... عالیہ ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام اس علاقے میں بچیوں کا پہلا عربی جامعہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ سے شروع ہونے والا ہے۔

دوسرے یوم اتوار کو جماعت اہلحدیث مئو کے اکابرین کے ایک بڑے اجتماع کے ساتھ جامع مسجد اہلحدیث کساری مئو کا سنگ بنیاد محترم شیخ عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری مدظلہ العالی اور مولانا عبد الوحید صاحب ناظم جامعہ سلفیہ بنارس ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ... رکھا۔ واضح ہو کہ مسجد کو ادارہ اصلاح المساجد بمبئی کے زیر نگرانی تعمیر کیا جا رہا ہے۔

جامع مسجد فیض عام مئو کی تقریب و تاسیس

سوموار یوم اتوار کو دس بجے دن میں مئو کی سب سے مشہور اور عظیم جامع مسجد فیض عام کا سنگ بنیاد ادارہ اصلاح المساجد بمبئی کے زیر اہتمام رکھا گیا۔ اس موقع پر جامع مسجد فیض عام میں ایک عظیم الشان تقریب تاسیس کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری کے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس تقریب میں محترم مولانا عبد الوحید صاحب صدر جمعیۃ اہلحدیث ہند اور جامعہ سلفیہ بنارس کے معزز اساتذہ اور احباب جماعت اہلحدیث مئو اور عوام بڑی تعداد میں شریک تھی۔ تقریب و تاسیس کے بعد جامع مسجد فیض عام میں حاضرین کے بڑے اجتماع کو مولانا مختار احمد ندوی صدر ادارہ اصلاح المساجد نے خطاب فرمایا۔ اس میں اس مسجد کی اہمیت اور مسلکی علمی و جماعتی خدمات اور ادارہ اصلاح المساجد کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

عالیہ ایجوکیشنل سوسائٹی کا جشن عام

مولانا مختار احمد ندوی کی مئو تشریف آوری کے موقع پر ایک جشن کا اہتمام عالیہ گرلس ہائی اسکول کی عمارت میں کیا گیا۔ جشن میں سوسائٹی کے اراکین کے علاوہ مدرسہ عالیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء کے اراکین اور جماعت کے دیگر احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر سوسائٹی نے چند علمی دینی اور سماجی پروگراموں کے فیصلے کئے۔

جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو کا اجلاس عام

اسی دن رات میں محلہ باغیچہ کے میدان میں جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو کی طرف سے ایک عظیم الشان اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ جس کو ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا عبد المبین صاحب منظر اور مولانا مختار احمد صاحب ندوی نے خطاب فرمایا۔ مولانا ندوی صاحب نے اس موقع پر اپنے وطنی دوستوں اور عقیدتمندوں کو مئو کی عظمت رفتہ یاد دلائی اور اس عظیم شہر کے شاندار ماضی کو تازہ اور زندہ کرنے کی دعوت دی۔

جامع مسجد اہلحدیث چوک بنارس کی تقریب و تاسیس

مورخہ ۲۰ مئی یوم سوموار صبح دس بجے جامع مسجد اہلحدیث چوک بنارس کی نئی عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس موقع پر جماعت اہلحدیث بنارس اور شہر بنارس چوک کی جماعت بڑی تعداد میں موجود تھی۔ مولانا عبد الوحید صاحب اور محترم مولانا مختار احمد صاحب ندوی کے ہاتھوں بنیاد رکھی گئی۔ سنگ بنیاد کی مناسبت سے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا۔ جس کو مولانا مختار احمد صاحب ندوی نے خطاب کیا۔ آپ نے اس موقع پر مسجد کی تعمیر اس کی دینی اہمیت اور مقاصد اور اس کے دینی مقام پر مفصل روشنی ڈالی۔

جمعیۃ اہلحدیث محبوب نگر کا سالانہ جلسہ عام

جمعیۃ اہلحدیث محبوب نگر کے زیر اہتمام سالانہ جلسہ عام زیر صدارت جناب مولانا سید سراج الدین صاحب ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیۃ اہلحدیث آندھرا پردیش ۲۲ جون ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ ۸ بجے شب بمقام ٹاؤن ہال میونسپل کارپوریشن محبوب نگر انعقاد ہو رہا ہے۔ جس میں حسب ذیل علماء شرکت فرما رہے ہیں۔

(۱) جناب مولانا مصطفی الرحمن اعظمی صاحب استاد مرکزی دار السلام، بنارس
(۲) جناب مولانا شمس پیرزادہ ادارہ دعوت القرآن بمبئی
(۳) جناب عبد الرب سلفی حیدرآباد
(۴) جناب مولانا محمد مہدی صاحب حیدرآباد
(۵) جناب مولانا عبد القادر صاحب خطیب مسجد اہلحدیث، سکندرآباد
(۶) جناب مولانا عطاء اللہ ... کرناٹک

والسلام
فضل الحق
ناظم جمعیۃ اہلحدیث محبوب نگر
مکان نمبر ۲-۶-۳۳ مارکیٹ روڈ
ضلع و مقام محبوب نگر (اے۔ پی)

حافظ قرآن کی ضرورت ہے

مسجد اہلحدیث محبوب نگر آندھرا پردیش میں حافظ قرآن و عالم دین کی ماہ صیام کیلئے ضرورت ہے۔ آمد و رفت، خوراک، لباس اور معقول ہدیہ دیا جائیگا۔ حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

فضل الحق
ناظم جمعیۃ اہلحدیث محبوب نگر
مکان نمبر 2.6.33
مارکیٹ روڈ، پوسٹ محبوب نگر
(آندھرا پردیش)

انتقال پر ملال

جمعیۃ اہلحدیث ہند کے مخلص حامی ... حاجی ... صاحب ... کے حقیقی بھائی ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ... کا ۵ مئی ۱۹۸۰ء کو انتقال ہو گیا۔

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ جماعت نوازی اخوت و ہمدردی ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ و وزیر مملکت برائے صنعت یوپی گورنمنٹ کی جامعہ محمدیہ منصورہ میں تشریف آوری

بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۸۰ء ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ محمد تقی امینی صاحب جامعہ محمدیہ منصورہ میں تشریف لائے۔ جامعہ محمدیہ منصورہ کے نصاب تعلیم اور بچوں کی تعلیم گاہ درسگاہ کا معائنہ کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔ موصوف نے مختلف شعبوں کو دیکھا۔ ... طلباء اور طالبات کی دینی و عصری تعلیم کا باقاعدہ انتظام دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے ... کا بھی ملاحظہ کیا۔ اور فرمایا کہ دینی تعلیم کے ساتھ جدید انداز سے علمی علوم کے ضروری ساز و سامان کے ساتھ کسی احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر دینی علوم کی ... بہتر طریقے پر ہو رہی ہے اس کا عملی (اشتغال) دیکھ کر دیگر اداروں کے ذمہ داروں کیلئے اس میں کافی رہنمائی ملتی ہے۔ ان تاثرات کے بعد موصوف نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کو مزید ترقی عطا فرمائے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔ اور منتظمین کو مبارکباد دی کہ اللہ نے انہیں اس کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

موصوف نے حضرت ... شعر پر ختم کیا
شوق طلب ہی ... کا ... قدم بڑھائے نہیں ... اٹھائے جاتے ہیں

وزیر مملکت برائے صنعت یوپی گورنمنٹ
جناب محمد امین انصاری صاحب نے دوسری بار جامعہ محمدیہ کی زیارت کی اور اپنے تاثرات کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا۔

"... ... آمین۔"